

The Succession Act 2019

تبصرہ و تجزیہ

کسی بھی شخص کی موت ایک قدرتی عمل ہے اور ہر شخص کو موت ایک نہ ایک دن آنی ہے۔ لیکن پاکستان میں تقریباً ہر سربراہ خاندان کی موت کے ساتھ ہی وراثت کی تقسیم ایک مسئلہ بن جاتی ہے۔ وراثت متوفی کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کی تقسیم کے لئے عدالتوں کا رخ کرتے ہیں۔ ہر قانونی تقاضے کو پورا کرنے اور بھاری فیس ادا کرنے کے باوجود وراثت کا حصول طویل ہو جاتا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار ہے۔ لائینڈ جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق 19ء 9 ملین مقدمات زیر سماعت ہیں۔ کمیشن کے جنوری 2019 تک کے اعداد و شمار کے مطابق 39،742 مقدمات اعلیٰ عدلیہ میں، 131،309 صوبائی عدلیہ میں اور 1،470،264 مقدمات ماتحت عدالتوں میں فیصلوں کے منتظر ہیں۔

جائزہ:

درج بالا آرڈیننس کے ذریعے جائیداد کی تقسیم کے لئے عدالتوں کے بجائے آسان طریقہ اختیار کرتے ہوئے اتھارٹی کو اختیار دیا گیا ہے۔ آرڈیننس کی دفعہ 2 ذیلی دفعہ (اے) میں اتھارٹی کا مطلب نیشنل ڈیٹا بیس اور رجسٹریشن اتھارٹی جو کہ آرڈیننس کی دفعہ 3 کے تحت تشکیل دی جائے گی۔ آرڈیننس کی دفعہ 2 ذیلی دفعہ (ای) میں آرڈیننس کا مطلب نیشنل ڈیٹا بیس اور رجسٹریشن اتھارٹی آرڈیننس 2000 بتایا گیا ہے۔ زیر دفعہ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت یہ قانون اسلام آباد پر لاگو ہوگا۔

☆ Succession Facilitation Unit کی تشکیل

آرڈیننس کی دفعہ 4 کے تحت اتھارٹی سکسیشن یونٹ کا قیام عمل میں لائے گی جس کے لئے متعلقہ عملہ مقرر کرے گی۔ اس یونٹ کے قیام کا مقصد سکسیشن سٹوڈیو اور لیٹر آف ایڈمنسٹریشن کی درخواستوں کو جاری کرنے کا عمل سرانجام دینا ہوگا۔

آرڈیننس کی دفعہ 5 میں اس یونٹ کے امور کے بارے میں بتایا گیا ہے جو یہ انجام دے گا۔ یہ یونٹ وراثت کی جانب سے وراثت کی تقسیم کے لئے سکسیشن سٹوڈیو اور لیٹر آف ایڈمنسٹریشن کی درخواستوں کو وصول اور جاری کرے گا۔ درخواستوں کی انکوائری اور اگر وراثت کے درمیان کسی قسم کے اختلاف یا تنازعہ ہو ان درخواستوں کو متعلقہ فورم پر فائل کرنے کے لئے پرکھے گا اور سکسیشن ایکٹ 1925 کے تحت انکو متعلقہ فورم میں فائل کرنے کی ہدایت دے گا۔ آن لائن سکسیشن سٹوڈیو اور لیٹر آف ایڈمنسٹریشن کا ریکارڈ اپ ڈیٹ رکھے گا۔ آرڈیننس کی دفعہ 6 میں درخواستوں کو دائر کرتے وقت جو ضروری لوازمات کرنے ہونگے ان کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ دفعہ کے مطابق متوفی کے وراثت میں سے کوئی بھی ایک وارث سکسیشن سٹوڈیو اور لیٹر آف ایڈمنسٹریشن کی درخواست متعلقہ اتھارٹی آفس جو کہ متوفی کی موت کے وقت رہائشی علاقہ میں واقع ہو یا جہاں متوفی کی متعلقہ جائیداد یا مال موجود ہو۔ اسکے علاوہ متعلقہ درخواست کے ساتھ متوفی کا

ڈیٹھ سٹوفلیٹ، ورثا کی فہرست مع ان کے شناختی کارڈ وغیرہ کے ساتھ ساتھ منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی تفصیلات دے گا۔ اس قسم کی درخواستوں کی عام عوام میں اشاعت کروائی جائے گی۔ اگر اشاعت کے بعد 14 دن کے اندر کوئی اعتراض سامنے نہیں آتا تو ورثا کی بائیومیٹرک تصدیق کرائی جائے گی۔ اگر بائیومیٹرک تصدیق نہ ہو سکے تو اتھارٹی ایسے قانونی وراثت کو اپنے سامنے ذاتی طور پر پیش ہونے کے احکام جاری کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اتھارٹی ورثا کی تصدیق کے لئے کوئی دیگر جدید طریقے بھی اختیار کر سکتی ہے۔ اس کے بعد اتھارٹی سسکیشن سٹوفلیٹ اور لیٹر آف ایڈمنسٹریشن جاری کرے گی۔ اس اتھارٹی کا جاری کردہ سٹوفلیٹ یا لیٹر بھی اسی طرح قانونی طور پر موثر ہوگا جس طرح اس سے قبل سسکیشن ایکٹ 1925 کے تحت حاصل کردہ سٹوفلیٹ یا لیٹر تھا۔

دفعہ 9 کے تحت اتھارٹی لیٹر آف ایڈمنسٹریشن اور جانشینی سٹوفلیٹ جاری کرنے کے لئے فیس بشمول اخبار میں اشاعت اور دیگر نوٹسز جاری کرنے کی مد میں فیس مقرر کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ دفعہ 10 کے تحت جب تک یہ اتھارٹی کام کرے گی اس علاقہ میں عدالت کو اس قسم کی درخواستوں کے لئے اختیار سماعت حاصل نہ ہوگا۔

تبصرہ:

متعلقہ آرڈیننس کے جامع جائزے سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وراثت کی تقسیم کے معاملات اب عدالتوں کے بجائے اس قانون کے تحت قائم کردہ اتھارٹی سرانجام دے گی۔ آرڈیننس میں وراثت کی تقسیم کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا جائے گا وہی ہے جو کہ عدالتیں اختیار کرتی تھیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ عدالتیں مقدمات کی بھرمار کی وجہ سے وراثت کی تقسیم میں بہت وقت لیتی ہیں۔ اس کے علاوہ عدالتوں سے رجوع کے لئے وکلاء کی خدمات حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ اس کے علاوہ عدالتیں ورثا کی تصدیق کے لئے نادر اکا سہارا لینے کے ساتھ ساتھ حلف نامے اور گواہوں کو طلب کرتی ہیں۔ پھر کورٹ ناظر کے پاس معاملات جاتے ہیں۔ لیکن اب یہ اتھارٹی اور خصوصی طور پر قائم کردہ یونٹ چونکہ صرف وراثت کی تقسیم کا کام کرے گا اس وجہ سے یہ جلد تقسیم کروا سکے گا، مزید یہ کہ ورثا خود درخواست دے سکتے ہیں۔ وکیل کی خدمات لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ نادر اکا کے پاس تمام قوم کی خاندانی شناختی معلومات موجود ہیں اس وجہ سے ورثا کی تصدیق اب کوئی مسئلہ نہیں بنے گی۔ اس کے علاوہ بائیومیٹرک تصدیق کے بعد کسی قسم کے حلف ناموں یا ورثا کی تصدیق کے لئے گواہیوں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اتھارٹی عوامی اخبارات میں اشاعت کروائے گی تاکہ کسی کو اعتراض ہو تو بروقت یہ اعتراض سامنے آجائے۔ اس طرح یہ اتھارٹی وراثت کی تقسیم سالوں کے بجائے مہینوں میں کروادے گی۔ اس سے عوام کا پیسہ اور وقت بچے گا۔

دوسری طرف اہم بات یہ بھی ہے کہ اس اتھارٹی پر اگر چیک اینڈ بیلنس نہ رکھا گیا یا اگر مطلوبہ تعداد میں آفس اور اسٹاف نہ رکھا گیا۔ تو یہ ادارہ بھی روایتی سرکاری ادارہ بن جائے گا۔ جہاں رشوت کا بازار گرم ہوگا یا پھر اسٹاف کی کمی کی وجہ سے رش اور ہجوم ہوگا اور عوام صبح سویرے سے لے کر رات تک خوار ہونگے اور دفاتروں کے کئی چکر لگانے پڑے گے اور وراثت کی تقسیم کئی سالوں پر محیط ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ

ساتھ تعلیم کی شرح میں کمی کی وجہ سے درخواست کی نوعیت اور دینے کا طریقہ کار عام آدمی کو سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جس سے عام آدمی ایجنٹوں کے ہاتھ لگ جائے گا جو کہ اس سے پیسے بٹورے گے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس قسم کی درخواست کا آسان اور سادہ فارم بنایا جائے جو کہ کمپیوٹرائز ہو، کسی وارث کو تحریری درخواست دینے کی ضرورت نہ پڑے بلکہ اتھارٹی کا اسٹاف خود اس کو فل کرے۔ تاکہ عوام پر متعلقہ کاغذات لانے یا جمع کروانے کا بوجھ کم سے کم ہو سکے۔ اگر یہ قانون اسلام آباد اور کے ارد گرد علاقوں میں کامیاب ہو جاتا ہے تو دیگر صوبے اس قسم کا قانون بنائے تاکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولیات حاصل ہو سکیں۔

آخری قابل غور بات یہ ہے کہ یہ قانون بل کی صورت میں اسمبلی میں متعارف کرایا گیا تھا جس پر غور و خوض اور رائے شماری کا عمل باقی تھا جس کے بعد ممبران کی اکثریت کی حمایت ہوتی تو یہ بل قانون بن جاتا اور یہی عوامی نمائندگان کا حق بھی ہے اور فرض بھی، مگر شاہد حکومتی پارٹی کو جلدی تھی یا کارر کردگی دیکھانے کا شوق تھا کہ عوامی نمائندگان کے حق کو سلب کرتے ہوئے اسمبلی سیشن کا انتظار کیے بغیر نہ صرف یہ کہ اس بل کو بلکہ ایک بعد دیگرے کئی بلز کو آرڈیننس کی صورت میں نافذ کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ ایک آرڈیننس کی مدت صرف 6 ماہ ہوتی ہے اس کو بعد اسکو لازمی پارلیمنٹ میں پیش کیا جاتا ہے اور صرف منظوری کی ضرورت میں ہی یہ قانون کا درجہ حاصل کرتا ہے بصورت دیگر وہ ختم ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ پاکستان میں پارلیمانی نظام رائج ہے صدارتی نظام نہیں ہیں کہ قوانین کی تشکیل اور ان کا نفاذ آرڈیننسوں کی صورت میں کرایا جائے۔ لہذا ضرورت امر کی ہے کہ قانونی تقاضوں (with due process of law making) کے ساتھ ہی قوانین بنائے اور نافذ کیئے جائیں۔